ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

کاشفہ بیگم
اسکالر پی ایچ ڈی، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر میمونہ سبحانی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

اُردو تدوین (مفہوم، دائرہ کار اور روایت)

Kashifa Begum
Ph.D Scholar, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.
Dr. Mamuna Subhani
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.

Urdu Editing (Connotation, Scope and Tradition)

"Tadveen of Urdu Texts during the 20th century has been carried out simultaneously and often con-currently at various centers of learning in different cities and provinces/ states in India and Pakistan. In the article I discussed the desirability and appropriateness of recording the history the tadveen-e-matan by the method of "Dabistan" treating different centers i.e., Deccan, Lahore, Karachi, Delhi, Lucnow, Ram Pur and Patna etc., where it was carried out, as a whole describing their history as well as characteristics and evolution. This method provides the historian a suitable and appropriate approach to record the history and evolution of Tadveen in urdu without confusing the chronological sequence and differentiating characteristics of different centers.

Keywords: *Text, Research, Editing, Correction, Textual Criticism.*

اُردو میں تحقیق و تدوین کی روایت روزِ ازل سے چند قدم آگے کی ہے۔ تدوین تحقیق کے بعد وقوع پذیر ہوتی ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

''تدوین (ع۔امت) جمع و ترتیب، لا تالیف، مرتب کرنے کا عمل، تدوین کرنا، مرتب کرنا، جمع کرنا، یکجا کرنا۔''(۱)

اس سے ظاہر ہوا کہ تدوین کا مطلب جمع کرنا اور اسے سلیقے سے ترتیب دینا ہے۔ ڈاکٹر گیان چند جین رقم طراز ہیں:

''ترتیب کے معنی کسی شے کے اجزا کو مناسب تقویم و تاخیر سے رکھنا ہے۔ تدوین کے معنی متفرق اجزا کو اکٹھا کر کے ان کی شیرازہ بندی کرنا ہے۔ شعرا کے مجموعہ کلام کو اسی لیے دیوان کہا گیا ہے کہ ان میں غزلیں اور نظمیں جمع کی جاتی ہیں۔''(۲)

اس حوالے سے تدوین و ترتیب کو سمجھنے میں کافی مدد ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر شائستہ حمید خان نے ''تدریسی زاویے'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں وہ ترتیب و تدوین کی مختلف تعریفات منطقی دلائل سے پیش کرتی ہیں۔ وہ لکھتی ہیں:

''فنِ تدوین بھی فنِ تحقیق کی طرح بہت عرق ریزی اور جانکاہی کا کام ہے۔ تدوین کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔''(۳)

تدوین سے مراد ہے مدون کرنا اسی طرح تدوین متن اس متن کی بازیافت ہے جسے مصنف پیش کرنا چاہتا تھا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ موجود یا رائج متن کو سامنے رکھ کر ان تمام اغلاط کو دریافت کرنا جو مصنف سے سرزد ہوئیں یا مابعد کے کاتبوں سے ہوئیں اور متن کو ان سے پاک کر کے پیش کرنا ہے۔

متون علم کی بنیاد ہیں اور اگر متون صحیح صورت میں موجود نہ ہوں تو تحقیق، تنقید، تاریخ سبھی بے حیثیت، بے بنیاد ہو جاتی ہے۔ تدوین متن ادب کی بہت اہم شاخ ہے۔ تحقیق و تنقید جس طرح آپس میں مربوط ہیں اسی طرح درست متن کے بغیر نہ تو تنقید کی بنیادیں مضبوط ہو سکتی ہیں اور نہ ہی تحقیق قابلِ اعتبار ہوتی ہے۔

بعض اوقات مصنف اپنے کلام میں اغلاط داخل کر بیٹھتے ہیں یا ارادتاً تبدیلی کر دی ہو۔ مثلاً یہ تبدیلی مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ کسی کے کلام میں ایسے شعر داخل کر دیے ہوں یا متن میں ایسی عبارت بڑھا دی ہو جس سے مصنف کے عقائد کی تبدیلی تبدیل کرنے والے کے عقائد کے مطابق ہو جائے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کاتب نے بے خبری میں یا اپنی جہالت کے باعث تصحیف کر دی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی نے متن کی اصلاح یا تجدید کر دی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ہو۔اس لیے ادبیات میں متن کو جاننے اس میں معنی تلاش کرنے اور اس کو صحت کے ساتھ ترتیب دینے کو تحقیق میں شامل کیا جاتا ہے اور اسے ادبی تحقیق کہا جاتا ہے جب کہ مناسب اصطلاح میں ''متنی تنقید'' یا درست طور پر ''تدوینِ متن'' ہے۔انگریزی میں اسے Textual criticism کہتے ہیں۔ تدوین کو کامل تحقیق کا نام نہیں دیا جاتا کیونکہ تدوین کا کام کسی مستقل تحقیقی ڈیزائن کی بنا پر انجام نہیں پاتا اس کے باوجود بڑے بڑے تحقیقی متن وجود میں آئے۔ انجیل کے نسخوں سے لے کر تدوینِ قرآن، تدوینِ حدیث، کئی گمشدہ اور نایاب نسخوں کی فراہمی، تدوین اور اشاعت اس کا ثبوت ہے۔رشید حسن خاں اس بارے میں لکھتے ہیں:

> ''تدوین کا مقصد ہے کسی متن کو اس طرح پیش کرنے کی کوشش کرنا جس طرح مصنف نے اسے آخری بار لکھا تھا۔ اسے متن کی حقیقی شکل کی بازیافت کا عمل بھی کہا جاسکتا ہے اور اسے منشائے مصنف کی بازیافت بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ بات شروع میں ہی واضح ہو جانا چاہیے کہ تحقیق اور تدوین میں بنیادی حیثیت منشائے مصنف کی ہوتی ہے اور یہ بھی کہ تحقیق اور تدوین کے نقطۂ نظر سے ہمیشہ مصنف کی ملکیت رہتا ہے۔''(۴)

متن کی تدوین کے پہلے مرحلے پر مخطوطہ شناسی کا علم بہت ضروری ہے اس کے بغیر قدیم متون پر کام کرنا کارِ عبث ہے۔

عرب محقق عبدالسلام ہارون نے اس مقصد کے لیے جن خاص علوم کا حصول ضروری قرار دیا ہے وہ یہ ہیں:

> ''عرب تہذیب و ثقافت کے موجودہ نسل تک پہنچنے کی کیفیت، کاغذ سازی، کتابت و حروف کی ترقی، تحریف، متن کی تحقیق و تصحیح اور دیگر علوم مثلاً علم الخط، علم المصادر وغیرہ۔''(۵)

عربی کے علاوہ زبانوں کے متون کی تدوین میں عرب تہذیب کی جگہ اس تہذیب کا علم لازم ٹھہرے گا جس کا متن زیرِ تدوین ہے۔ دیگر نکات وہی رہیں گے۔ ان علوم کو دیکھ کر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ کام مشکل ہے ۔متن کی تصحیح سے پہلے متن کی تحقیق ضروری کام ہے۔ تحقیق سے مراد یہ ہے کہ اس متن کے مخطوطات اور مختلف اشاعتوں کو مدِ نظر رکھنا ہو گا کیونکہ کوئی متن مستند نہیں ہوتا۔ علامہ اقبال کا ارمغانِ حجاز کے علاوہ تمام کلام ان کی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

زندگی میں شائع ہوا۔ بعض کتب بار بار شائع ہوئیں مگر ان کا کلام بھی مدون کا منتظر ہے موجودہ کلیات کے بارے میں رشید حسن خان رقم طراز ہیں:

> ''اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ کلیات کے نام سے کلامِ اقبال کے جو مجموعے چھپے ہیں وہ پچھلے متفرق مجموعوں کی محض نقلیں ہیں اور یہ نقلیں بھی اغلاط سے خالی نہیں۔ ان میں دو کلیات بھی شامل ہیں جسے جاوید اقبال نے شائع کیا تھا اور یہ کلیات بھی جسے اقبال اکادمی نے چھاپا ہے۔''(۶)

تدوین متن کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے یہ جاننا مشکل نہیں۔ ہر وہ متن جس کی اہمیت اور افادیت ہو، نادرست حالت میں اس کی افادیت کم ہو جاتی ہے۔ پرانے وقتوں میں نقل در نقل سے کچھ غلطیاں در آتی تھیں۔ رسم الخط کی اور املا کی بعض دقتوں کی وجہ سے کاتب غلط خواندگی کے نتیجہ میں غلط نویسی کا مرتکب ہوتا تھا یا بعض خاص مقاصد کے تحت عبارت بدل ڈالتا تھا۔

اس طرح کی اصلاحوں سے متن کو محفوظ کرنے کی کوشش تدوینِ متن کہلاتی ہے۔ تدوین متن منشائے مصنف ہے مشن مصنف کیوں نہیں۔ کیونکہ متن مصنف کی ملکیت ہوتا ہے قاری کی نہیں۔ مصنف کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے کسی بھی وقت بدل سکے۔ کاتب یا کمپوزر کی اغلاط کے مقابلے میں مصنف کا خطی نسخہ معتبر ٹھہرتا ہے اسی طرح دو مختلف نسخوں کی صورت میں آخری متن معتبر قرار پاتا ہے۔ منشائے مصنف کے تعین کے لیے مدون کو کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

> ''۱۔ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخوں کی تلاش۔
> ۲۔ بنیادی نسخے کا تعین۔
> ۳۔ متن کے دیگر ماخذ تک رسائی۔
> ۴۔ مصنف کی دیگر تحریروں تک رسائی۔
> ۵۔ تدوینِ متن۔
> ۶۔ زبان کا مطالعہ، مصنف کے املا وغیرہ سے واقفیت۔
> ۷۔ مقدمہ۔''(۷)

مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخوں کی تلاش میں زیادہ سے زیادہ نسخوں تک رسائی کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

سلسلے میں مختلف لائبریریوں کی فہرستوں سے مدد لی جاتی ہے۔ بعض اوقات مخطوطات کے جائزے بھی مددگار ہوتے ہیں۔ قدیم متون کی تدوین کے لیے قلمی نسخوں اور مطبوعہ نسخوں کی فراہمی ضروری ہے۔ مثلاً مولانا امتیاز علی خاں عرشی نے "دیوانِ غالب" مرتب کرنا چاہا تو ذیل کے نسخے فراہم کیے جو غیر مطبوعہ تھے:

"۱۔ نسخۂ عرشی زادہ ۲۔ نسخۂ بھوپال ۳: نسخۂ شیرانی ۴۔ گلِ رعنا ۵۔ نسخۂ رام پور
۶۔ انتخابِ غالب ۷۔ نسخۂ بدایوں ۸۔ نسخۂ دیسنہ ۹۔ نسخۂ کریم الدین ۱۰۔ نسخۂ
لاہور ۱۱۔ نسخۂ رام پور جدید ۱۲۔ انتخابِ غالب"(۸)

ان غیر مطبوعہ نسخوں کے علاوہ انھوں نے مطبوعہ نسخے بھی اپنے مدِ نظر رکھے۔ اس تفصیل سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ شاعری کی ترتیب میں کیا آسانیاں اور کیا مشکلات آتی ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ ان متعدد نسخوں کی موجودگی میں منشائے مصنف کا تعین کرنا مشکل کام ہے۔

کالی داس گپتا نے "دیوانِ غالب" کو تاریخی ترتیب سے مرتب کرنا چاہا تو "دیوانِ غالب" کے خطی اور مطبوعہ نسخوں سے انھیں کافی مدد ملی۔ شاعری کی تدوین میں بعض مشکلات حائل ہیں جو درج ذیل ہیں:

"۱۔ مدون کو علم عروض پر عبور حاصل ہونا چاہیے۔
۲۔ مدون کو شاعر کے عہد کی زبان پر عبور حاصل ہونا چاہیے۔
۳۔ مدون ان تمام مآخذ کو مدِ نظر رکھے جن سے شاعر کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق ہو
سکتا ہے۔"(۹)

یہی مشکلات مدون کے لیے آسانی کا باعث بھی بن سکتی ہیں جیسے علم عروض پر عبور مدون کے لیے راہنما بھی بن جاتا ہے۔ اگر کسی ماخذ میں کام بے وزن یا خارج از بحر ہو تو اسے مشکوک قرار دیا جائے گا کیوں کہ غالبؔ، میرؔ یا ان کے ہم عصر معروف شاعر کے بارے میں یہ بات ہر گز نہیں کی جا سکتی کہ ان کا کلام عروضی اور دیگر فنی خامیوں سے بھرا ہو گا۔

اگر مدون شاعر کے عہد کی زبان کو سمجھتا ہے اور شاعر کی زبان کو سمجھتا ہے تو اسے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گی کہ متن مشکوک تو نہیں۔

نثری متن کی تدوین میں بہت سی مشکلات ہیں۔ ہر قسم کے متن کی مشکلات دوسروں سے مختلف ہیں۔ علامہ اقبال کے "خطوطِ اقبال نامہ" کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا تو اس میں حیدرآبادی کے خطوط شامل تھے۔ مدون کو ان

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

خطوط کی نقول ملی تھیں، اصل خط تو ملے نہیں تھے۔ بعد میں ماسٹر اختر نے ثابت کیا کہ یہ خطوط جعلی ہیں۔ خلیق انجم نے غالب کے خطوط کی تدوین کی تو انھیں ذیل کے مسائل کا سامنا کرنا پڑا:

> ''اردو معلیٰ اور عود ہندی کے بہت سے ری پرنٹ شائع ہوئے تھے اور ہر ایک کے متن میں تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ چونکہ ان ری پرنٹوں کے متن میں تبدیلیوں کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے پورے متن یا اس کے کچھ حصے کا موازنہ اصل خطوط سے کیا گیا تھا بلکہ یہ تبدیلیاں یا تو طباعت کی غلطیاں ہیں یا جن لوگوں کی نگرانی میں یہ ری پرنٹ شائع ہوئے ہیں، انھوں نے متن کی خود تصحیح کی ہے۔''(۱۰)

خلیق انجم ''خطوطِ غالب'' کی تدوین میں جن مشکلات سے گزرے ہیں ان کی فہرست طویل ہے۔ مولانا مہر جو اعلیٰ درجے کے غالب شناس تھے ان کی کتاب ''غالب'' اپنے بعض تسامحات کے باوجود غالب پر اعلیٰ درجے کی کتاب تھی۔ انھوں نے ''خطوطِ غالب'' کی تدوین میں لاپروائی کا ثبوت دیا۔ ''عودِ ہندی'' اور ''اردوئے معلیٰ'' کے مرتبین نے زیادہ محنت کرنا گوارا نہ کیا اور غالب کی شاعری کی تدوین پر جس قدر محنت کی گئی ان کے خطوط پر محنت نہ کی جا سکی۔ ان کی کتاب قاطعِ برہان پر قاضی عبدالودود بھی کوئی اعلیٰ درجے کا کام نہ کر سکے لیکن پروفیسر نذیر احمد نے یہ کام بہت اچھے طریقے سے کیا۔

نثر کی تدوین کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں شاعری کو زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ کسی بھی شاعر کے کلام کی تلاش ہو تو اردو کے لغات، شعرا کے تذکرے، بیاضیں، علما و صوفیا کے تذکرے غرض ایسے بے شمار مآخذ سامنے آجائیں گے جو کسی بھی ایسے شاعر کے کلام کا ڈھیر لگا دیں گے جس کا دیوان مطبوعہ یا غیر مطبوعہ اگرچہ دستیاب نہ ہو اس کے برعکس کسی بھی نثری کتاب کا ایک آدھ ٹکڑا بھی کسی کتاب سے بمشکل مل سکے گا۔ نثر کی کتابوں سے بے اعتنائی کا یہ حال ہے کہ خدائے سخن میر کا ''نکات الشعرا'' ابھی تک اعلیٰ درجے پر ایڈٹ نہ ہو سکا۔ ولی سے متعلق میر کے مشہور تبصرے کا حوالہ تو ملتا ہے مگر وہ تبصرہ نکات میں کہیں نظر نہیں آتا۔ میر کے ''نکات الشعرا'' کے بارے میں پروفیسر محمد انصاراللہ کی تحقیق ہے:

> ''اس تذکرے (نکات الشعرا) کے جن نسخوں کا حال معلوم ہو سکا، ان کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصلاً یہ ضخیم رہا ہو گا۔ نقل کرنے والوں نے اپنے طور پر بعض حصوں کو مختصر اور بعض کو حذف کر دیا ہے۔''(۱۱)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

''نکات الشعرا'' کے سبھی دستیاب مخطوطوں کو جمع کر کے تدوین کرنے کی ضرورت کا احساس ابھی تک نہیں اس کی وجہ نثر کی تدوین میں مشکلات اور نثر سے عمومی بے اعتنائی بھی ہے۔ دساتیر کی جعل واضح نہ ہونے کا باعث ایران وہندوستان کے لوگوں کی نثر سے عمومی بے اعتنائی ہے۔ ہمارے لوگ شاعری کو بار بار پڑھتے ہیں مگر نثر کے بارے میں ایسا نہیں ہے۔ اس لیے نثری کتب کے مخطوطے بھی کم ملتے ہیں۔ مزید یہ کہ نثر کی تدوین کا کام زیادہ داد و تحسین کا مورد بھی نہیں بنتا۔ لوگ عموماً اس نوعیت کے کام کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس عمومی رویے سے متعلق رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

> ''یہ خیال دلوں میں بیٹھ گیا تھا کہ تحقیق اصل چیز ہے اور تدوین اس کی ایک شق ہے۔ اس کو نسبتاً معمولی کام سمجھا جاتا تھا۔ تحقیق کے مقابلے میں اس کی حیثیت ضمنی اور ثانوی ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ شیرانی صاحب کے کارناموں میں تنقید شعر العجم کا جس انداز سے ذکر کیا جاتا تھا مجموعہ نغز کا نام اس انداز سے نہیں کیا جاتا تھا اور خالقِ باری کو محض اس کے تحقیقی حصے (مقدمے) کی بنا پر کہا جاتا تھا۔ تصحیح متن کی اہمیت ذہن میں نہیں آتی۔''(۱۲)

حافظ محمود شیرانی نے ''مجموعۂ نغز'' مرتب کیا تو اس کی تدوین کے کام نے شیرانی جیسے محقق کو چکرا کے رکھ دیا۔ شاعروں کا حال احوال تو تذکروں میں عام ملتا ہے مگر نثر نگاروں کے تذکرے نہیں ملتے۔ یہی وجہ ہے کہ میر امن کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں اور یہی حال شمالی ہند کے پہلے نثر نگار فضلی کا ہے۔ ان کے بارے میں ہم جو کچھ جان پائے وہ ان کی تصنیف کربل کتھا سے ہی جان پائے ہیں۔ مصنف کے بارے میں ناکافی معلومات کتاب کی تفہیم میں ہی نہیں تدوین میں بھی مشکلات پیدا کرتی ہے۔ کربل کتھا سے متعلق ڈاکٹر حنیف نقوی لکھتے ہیں:

> ''کربل کتھا اب تک کی تحقیق کے مطابق اس سلسلے کی اولین تصنیف ہے جو افضل کے انتقال کے ایک سو دس سال بعد ۱۱۴۵ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ لیکن اس انتہائی اہم کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں ہماری معلومات بے حد محدود اور ناقص ہیں۔ اہلِ علم اب تک حتمی طور پر طے نہیں کر سکے ہیں کہ یہ کتاب کہاں لکھی گئی؟ اس کا مصنف کس شہر یا علاقے سے وطنی نسبت رکھتا تھا؟''(۱۳)

ان سوالات کے جوابات کے بغیر کتاب کی تفہیم بعض مقامات پر مشکل ہے۔ حنیف نقوی نے اس سلسلے

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

میں بہت کوشش سے معلومات جمع کیں مگر یہ معلومات ناقص تھیں۔ شاعری کی تدوین میں شعر اکا وزن، الفاظ شعر کسی لفظ کی تصحیح میں ممد و معاون ہوتے ہیں مگر نثر میں سیاق و سباق ہی الجھ جاتا ہے۔ کسی ایک لفظ کی تصحیح کیوں کر ہو، متن کی اغلاط کی تصحیح ہمیشہ مشکل کام رہا ہے۔ شاعری میں بعض اوقات قافیہ تصحیح متن میں بہت مدد گار ہو جاتا ہے۔ شبلی و ڈاکٹر زور کے مرتبہ تذکرہ "گلشنِ ہند" میں صفحہ ۴۰ میں ایک شعر ہے:

"پردے سے جو وہ شہرۂ آفاق نکلتا
تب دیکھنے وہ خورشید کا وہ نام نکلتا

قافیہ غلط ہو گیا ہے۔ قاضی عبدالودود نے تصحیح کی کہ پہلے مصرع میں آفاق کی جگہ "ایام" چاہیے۔ ایام کو آفاق پڑھنے کا امکان کم ہے لیکن فنی تقاضے کے تحت درست ہے۔"(۱۴)

تدوینِ متن کے ابتدائی مباحث، تعریف اصول، اصطلاحات اور مشکلات کے بعد اب تدوینِ متن کی روایت پر بات کی جاتی ہے۔ تدوین کی روایت پر کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ملتی۔ چند محققین کے حالات اور کارناموں پر کچھ کتب ملتی ہیں مگر ان کا موضوع براہِ راست تدوین نہیں ہے۔ اس لیے ان میں بھی تدوین کے حوالے سے مفصل بحث نہیں ملتی۔ تدوینِ متن کی روایت کو مرتب کرنے کے لیے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اس روایت کو کیسے ترتیب دیا جائے۔ ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

"اردو میں تدوینِ متن کی روایت ایک وسیع اور پھیلا ہوا موضوع ہے کیوں کہ تدوین کسی ایک ادارے یا فرد سے مخصوص نہیں ہے بلکہ پاکستان و بھارت کے مختلف شہروں میں افراد اور ادارے تدوین کے کام میں مصروف رہے ہیں۔ ان افراد کے مدون متون مختلف النوع ہیں۔ ان میں نظم کے متون بھی ہیں اور نثر کے بھی۔ اس روایت میں مختلف اداروں، مقامات اور افراد کے طریقِ تدوین اور منتخب متون مختلف ہیں۔ بہت سے مدونین نے نثر اور نظم دونوں متون کی تدوین کی ہے۔ مضمون "پاکستان میں اردو تحقیق کے دس سال (۱۹۵۸ء۔۱۹۶۸ء)" میں ڈاکٹر وحید قریشی نے اردو تحقیق کی روایت کا نقطۂ آغاز دورِ سرسید کو قرار دیا ہے۔ اس کے بعد تحقیق کی روایت میں محققین کے نام گنوائے ہیں کہ تحقیق کے

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

بڑے بڑے مراکز حیدرآباد دکن، اعظم گڑھ اور لاہور قرار دیے جاسکتے ہیں۔ تحقیقی اصولوں کے استعمال میں ان دبستانوں کے نظریات میں بین فرق ہے۔"(۱۵)

"اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر وحید قریشی بیسویں صدی میں رام پور اور پٹنہ کے دبستانوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری نے تحقیق کے مراکز کو دبستان قرار دیاہے۔ ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی نے لاہور کے دبستان تحقیق و تدوین کا ذکر کیاہے۔ حمید عظیم آبادی نے دبستان بہار کا ذکر کیاہے۔"(۱۶)

محققین کی رائے کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دبستان صرف شاعری سے مخصوص نہیں بلکہ ان کو تحقیق و تدوین کے لیے بھی استعمال کیاجاتارہاہے۔ اردوادب میں تحقیق و تدوین کا سفر برابر دکھائی دیتاہے۔ اسی بناپر تدوین کی روایت کو مختلف مقامات کے حوالے سے دبستانوں میں منقسم کیا جاسکتاہے۔ دبستانِ دکن، دبستانِ لاہور، دبستانِ کراچی، دبستانِ پٹنہ، دبستانِ رام پور، دبستانِ دہلی، دبستانِ لکھنؤ اور دبستانِ علی گڑھ اور الٰہ آباد ہیں۔

"قطب شاہی اور عادل شاہی ادوار سے تعلق رکھنے والے بہت سے کلیات، دواوین، مثنویاں اور صوفیانہ تحریریں قدیم دکنی مخطوطات کی مدد سے تاریخ کی اہم کڑی منظرِ عام پر آئی اور ابتدائی شاعری کے نمونے بھی سامنے آئے چونکہ یہ زبان قدیم دکنی زبان تھی اور مقامی الفاظ کی ملاوٹ سے ان متون کو پڑھنا کافی دشوار تھا۔ دکنی مدونین نے ان کو محنت سے پڑھا ان کا لسانی مطالعہ و جائزہ مقدموں میں پیش کیا۔"(۱۷)

ان دکنی مدونین نے غزل، مثنوی، مرثیے، قصیدے، رباعیات اور نظمیں سبھی کو ترتیب دیا جس سے اصناف کی تاریخ اور ارتقا کی ابتدائی کڑیوں کا پتہ چلتاہے۔ مثال کے طور پر قلی قطب شاہ کی مسلسل غزلیں جدید نظموں کا ابتدائیہ ہیں۔ ہاشمی کا دیوان ریختی لکھنؤ کی ریختی کا پیش خیمہ تھا۔ مثنویوں کے متنوع موضوعات جن میں حسن و عشق بھی ہے اور جنگ کے نقشے بھی سب رنگ نظر آتے ہیں۔ مرثیہ جسے میر انیس اور مرزا دبیر نے عروج کو پہنچایا دکن میں ابتدائی حالت میں لکھا گیا۔ اس ابتدائی دور میں شاعروں نے ہر صنف پر مشقِ سخن کی اور نام پیدا کیا۔ دکنی مدونین نے جن کتب کی تدوین کی ان میں سے زیادہ تر کے مصنفین کے حالات کسی تاریخ میں نہیں

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ملتے۔ اس لیے مرتبین نے کلام کی داخلی شہادتوں کی مدد سے ان کے حالات مرتب کیے۔ اسی لیے ان دکنی کتب کے مقدمے خاصے طویل ہیں ان کی وجہ یہی ہے کہ ان مرتبین نے ان مقدموں میں مصنفین کے حالات سیاسی پس منظر ، تصنیف کے مآخذ ، شخصیت و کردار کی خصوصیات سبھی کو شامل کیا ہے۔ یہ مقدمے ایک مکمل تحقیقی مضمون کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔

مدونین نے وجہی، غواصی، نصرتی، طبعی، ابنِ نشاطی اور وجدی وغیرہ کے حالات ان کے کلام ہی سے اخذ کیے ہیں۔ دکنی دبستانِ تدوین کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ مختلف شعرا کے کلام یا تذکرہ نگاروں کے تراجم کے موازنے کے ذریعے بھی نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ تدوین کے عمل میں ایک اہم چیز تسلسل بھی ہے جس کی مثالیں ہمیں دکنی مرتبین میں دکھائی دیتی ہیں۔ وجہی کی ''قطب مشتری'' کو مولوی عبدالحق کے بعد حمیرا جلیلی نے مرتب کیا۔ اس طرح نصرتی کی ''گلشنِ عشق'' کو مولوی عبدالحق اور سید محمد نے مرتب کیا ہے۔ نئے نسخوں اور نئے مخطوطوں کی مدد سے تدوین کا یہ سلسلہ رکا نہیں ہے بلکہ جاری ہے اور نئے امکانات کو وا کیے ہوئے ہے۔

دکن کی شاعری عوامی شاعری نہیں بلکہ بادشاہان اور ملک الشعرا کی شاعری بھی ہے۔ بادشاہوں اور عوام کے نقطۂ نظر میں فرق ہوتا ہے۔ یہ مزاج اور ذہنیت ہمیں قلی قطب شاہ ''دیوان عبداللہ قطب شاہ'' اور ''کلیاتِ شاہی'' میں نظر آتی ہے۔ دکنی مرتبین نے نسخوں کے تعارف یا اختلافِ نسخ پر زیادہ توجہ نہ دی کیونکہ ان کے پیشِ نظر متون کی تدوین زیادہ اہم تھی۔ دکنی مرتبین نے مثنویوں کے خلاصے مقدمے میں درج کر دیے ہیں جو دل چسپی کا باعث ہیں۔ اس طرح دکنی دبستانِ تدوین بہت اہمیت کا حامل ہے۔ دکنی ادب کو شامل کیے بغیر ادب و زبان کی تاریخ مرتب نہیں کر سکتے۔

> ''دبستانِ لاہور کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ہونے والی تدوین کی روایت، مجلسِ ترقی ادب لاہور میں ہونے والی تدوین۔''(۱۸)

لاہور اردو شعر و ادب کا ایک مرکز رہا ہے۔ رسائل و جرائد کے اجرا اور فروغ میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کی نمایاں خصوصیت اس میں جدید تقاضوں اور تحریکوں کو جذب کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس لیے یہ دبستان جدت پسندی کی خصوصیت رکھتا ہے۔ انفرادی سطح پر تدوین کا کام زیادہ نہیں ہوا البتہ اداروں کی سرپرستی میں مدونین نے خاصا کام کیا ہے۔ ان اداروں میں اورینٹل کالج اور پنجاب یونیورسٹی لاہور ہے۔ اس ادارے کے مدونین

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

میں حافظ محمود شیرانی، ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر ناظر حسن زیدی، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر تبسم کاشمیری، ڈاکٹر زاہد منیر، ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر اور ڈاکٹر تحسین فراقی کے نام شامل ہیں۔ دوسرا ادارہ مجلسِ ترقی ادب، لاہور کا ہے۔ اس ادارے نے کلاسیکی متون کی اشاعت میں بڑی سرگرمی دکھائی ہے اور اب بھی یہ اشاعت کا عمل جاری ہے۔ اورینٹل کالج کے مدونین واقعات کو تاریخی واقعات کی بنا پر پرکھتے ہیں اور پھر کوئی نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ دیگر علوم کی معاونت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ مثلاً شیرانی نے مختلف نصابی کتب کے تعارف کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ''خالق باری'' نصاب کی کتاب ہے۔ اس کے علاوہ اس کے بارے میں جو تبصرے جس کسی نے بھی اپنے مضامین کے حوالے سے کیے تھے ان کے حوالے دے کر منطقی انداز میں انھیں رد کیا ہے۔

ڈاکٹر وحید قریشی نے ''دیوانِ جہاں دار'' اور ''مثنویاتِ میر حسن'' کی تدوین کرتے ہوئے تاریخ اور سیاست کے حوالے دیے ہیں اور تاریخ و سیاست کے پس منظر میں ان متون کی اہمیت بیان کی ہے۔ اورینٹل کالج کے مدونین کا ایک خاص طریقہ کار یہ بھی ہے کہ وہ دیباچہ یا پیش لفظ میں نسخوں کا تعارف اور تدوین کا طریقہ کار درج کر دیتے ہیں اور مقدمے میں مصنف یا شاگرد کے بارے میں تنقیدی و تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ اس طرح تعارف کی اہمیت بنیادی اور مقدمے کی ثانوی حیثیت ہے۔ مجلسِ ترقی ادب کے تحت ہونے والی تدوین اور اورینٹل کالج کے مدونین سے بہت مختلف ہے۔ انھوں نے کلاسیکی متون کو از سرِ نو مرتب کیا۔ مجلس کے تحت تدوین میں بہت سے اہم دواوین کو ترتیب دیا ہے۔ ان میں آتش، مومن اور میر بھی شامل ہیں۔ مجلس کے مرتب کردہ متون تحقیقی نہیں تنقیدی ہیں۔ ان کے مرتب کردہ متون کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ متن کو ترتیب دینے والا کوئی اور ہوتا ہے اور اس پر مقدمہ تحریر کرنے والی شخصیت اور ہوتی ہے۔ ڈرامے کے حوالے سے امتیاز علی تاج کا نام اہم ہے۔ انھوں نے اردو کے ابتدائی ڈراموں کو تیس جلدوں میں ترتیب دینے کا ارادہ کیا۔ گیارہ جلدیں مکمل ہوئیں۔ اس میں سے کچھ جلدیں ان کی وفات کے بعد سید وقار عظیم نے انجام دیں۔ مجلسِ ترقی ادب کا اہم کام یہ ہے کہ انھوں نے ان متون پر کام کیا ہے جن پر اس سے پہلے کام نہیں ہوا تھا۔ وہ شعرا اور مصنفین جو معروف نہ تھے ان کے دواوین اور کلیات ترتیب دیے ہیں۔

''دبستانِ کراچی'' کے تحت ہونے والی تدوین میں ''انجمن ترقی اردو'' کا اہم کردار ہے۔ اس ادارے کے قیام کے مقاصد میں اردو زبان کی اصلاح اس کو رواج دینا اور قدیم کلام نظم و نثر کو ضائع ہونے سے بچانا شامل تھا۔ اس

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

مقصد کو پورا کرنے کے لیے مخطوطوں اور دواوین کو مرتب کر کے شائع کیا گیا جس کی اشاعت کے بعد اردو کا قدیم سرمایہ سامنے آیا:

> ''تذکرہ نویسی کی روایت میں کراچی کے مدونین نے بہت کام کیا ہے اور ان تذکروں کو بہت سے خطی و مطبوعہ نسخوں کی مدد سے ترتیب دیا ہے۔ ''تذکرۂ خوش معرکہ زیبا'' لکھنوی شعرا کا تذکرہ ہے۔ ''مدائح الشعرا'' میں بنارس کے شعرا کا بیان ہے۔ شیفتہ کے تذکرے ''گلشنِ بے خار'' کے جواب میں نصراللہ خان خویشگی نے ''گلشنِ ہمیشہ بہار'' کے نام سے تذکرہ لکھا ہے۔''(۱۹)

قدیم تذکروں کی اشاعت کے علاوہ انجمن کا اہم کام دکنی زبان و ادب کی بہت سی قدیم کتب کی اشاعت بھی ہے۔ جن میں ''دیوانِ حسن شوقی''، ''دیوانِ نصرتی''، ''مثنوی نظامی دکنی''، ''بیاض مراثی''، ''سنگھاسن بتیسی''، ''پھول بن'' شامل ہیں۔ دکنی ادب کی اشاعت سے تاریخ ادب اردو کا تسلسل قائم ہو گیا ہے۔ مثنوی نظامی دکنی جو نویں صدی ہجری میں لکھی گئی اسے جمیل جالبی نے اردو ادب کی قدیم ترین تصنیف قرار دیا ہے۔

قدیم متون کے ساتھ ساتھ چند جدید متون بھی مرتب کیے ہیں۔ ان میں ''اقبال'' از احمد دین اور ''کلیاتِ یگانہ'' شامل ہیں۔

چند شعرا جن کے حالات کسی تذکرے یا تاریخ میں نہ تھے ان کے دواوین اور کلام کے ذریعے ان کے حالات کو ترتیب دیا گیا۔ مثلاً ''دیوانِ حسن شوقی'' اور ''مثنوی نظامی دکنی'' کے حالات انھی کے کلام سے اخذ کیے گئے ہیں۔ قدیم دکنی زبان کی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے مدونین نے آخر میں مشکل الفاظ کی فرہنگ بھی دے دی ہے۔ اس طرح نامانوس دکنی الفاظ کے مفاہیم اور دکنی ذخیرۂ الفاظ اردو لسانیات میں اہم اضافہ ہیں۔

دکنی ادب لسانی حوالے سے دبستانِ کراچی اردو تدوین کی روایت میں ایک مخصوص مقام رکھتا ہے جس کو نظر انداز کر کے ہم تدوین کی روایت مرتب نہیں کر سکتے۔

اس دبستان میں قاضی عبدالودود، کلیم الدین احمد اور حمید عظیم آبادی کے نام خاص قابلِ ذکر ہیں۔ دواوین اور عام تذکروں کے حوالے سے یہ دبستان اہم ہے۔ قاضی عبدالودود نے تحقیق کے جو معیار پیش کیے ہیں، مدونینِ دبستان پٹنہ نے متون کی تدوین میں ان اصولوں کو قائم رکھا۔ حوالوں میں احتیاط کا عنصر ان کی تدوین کی خاصیت ہے۔ قاضی صاحب نے ''دیوانِ جوش'' کی تدوین کی ہے۔ حوالوں میں مخففات کا بے دریغ استعمال کیا ہے:

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

> ''کلیم الدین نے دو تذکروں ''تذکرۂ شورش'' اور ''تذکرۂ عشقی'' کو موازنے کی شکل میں پیش کیا ہے۔ یہ تذکرے موازنے کی حد تک قابلِ قدر ضرور ہیں اس کے علاوہ ان میں تحقیقی عنصر نہیں پایا جاتا۔ حمید عظیم آبادی کا نام ''کلام شاد'' کی تدوین کے حوالے سے اہم ہے۔ انھوں نے اپنے استاد شاد عظیم آبادی کے کلام کو ترتیب دیا ہے۔''(۲۰)

ان مدونین نے جن متون کی تدوین کی ہے ان کی موضوعاتی اور لسانی خصوصیات کو مقالے میں درج کیا ہے اور مثالوں سے وضاحت کی ہے۔ اس دبستان میں ہونے والا کام زیادہ تر پٹنہ کے مصنفین کے کام پر مشتمل ہے۔ یہ مدونین اپنے شہر کے نامور لوگوں کی کتب کو مدون کر کے انھیں منظرِ عام پر لائے ہیں۔

امتیاز علی خاں عرشی، عابد رضا بیدار اور اکبر علی خان عرشی دبستانِ رام پور کے مدونین میں شامل ہیں۔ مولانا امتیاز علی خاں عرشی اس دبستان کا اہم حوالہ ہیں۔ بیدار نے چند کلاسیکی متون مرتب کیے۔ عابد رضا کے نزدیک ادب ذریعۂ مسرت ہے۔

> ''اس دبستان کے تحت مرتب ہونے والے متون کا بنیادی موضوع ''غالبیات'' ہے۔ عرشی نے ''مکاتیبِ غالب''، ''دیوانِ غالب''، ''نسخۂ عرشی'' اور ''فرہنگِ غالب'' کو مرتب و مدون کیا ہے۔ جب کہ عرشی زادہ نے ''بیاضِ غالب'' کو متعارف کرایا ہے۔''(۲۱)

غالبیات کے علاوہ کلاسیکی متون کی تدوین بھی کی گئی۔ '' دستور الفصاحت''، ''کہانی رانی کیتکی''، ''سلگ گوہر'' اور ''محاورات بیگمات'' جیسے کلاسیکی متون کی تدوین کی ہے۔

دبستانِ رام پور کے مدونین عربی و فارسی میں مہارت رکھتے ہیں۔ عرشی نے ''دستور الفصاحت'' کو مرتب کیا جو کہ فارسی زبان میں ہے۔ تدوین متن میں حواشی کی بہت اہمیت ہے۔ دبستانِ رام پور کے محققین نے حواشی کو مآخذ کے اندراج کے لیے استعمال کیا ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم، حافظ محمود شیرانی اور قاضی عبدالودود کو محقق اور عرشی کو متنی نقاد کہتے ہیں:

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

''بیسویں صدی نے دو عظیم محقق اور ایک متنی نقاد پیدا کیا۔ میری مراد ہے حافظ محمود شیرانی، قاضی عبدالودود اور مولانا امتیاز علی خاں عرشی سے۔ ان میں شیرانی صاحب اور قاضی عبدالودود محقق تھے اور عرشی صاحب متنی نقاد۔''(۲۲)

اس دبستان کے تحت مدون ہونے والے متون اپنے کلاسیکی مرتبے، غالبیات کے خصوصی مطالعے، حواشی و اختلافِ نسخ کے استعمال، تفصیلی مقدموں کی وجہ سے تدوین میں اہم مقام کے حامل ہیں۔ رام پور کے مدون عربی فارسی پر دست گاہ رکھتے ہیں۔

''کلاسیکی اور وسطی دور کی تحریروں کی تدوین میں دبستانِ دہلی کے مدونین خاصیت کے حامل ہیں۔ یہ تحریریں نظم کی بھی ہیں اور نثر کی بھی۔ اس میں تذکرے بھی ہیں، کلیات و دواوین بھی۔''(۲۳)

تصوف کے موضوع پر بھی کتابیں ہیں اور داستانیں اور مثنویاں بھی۔ اس دبستان کی خاصیت غالب کے خطوط کی تدوین اور مشہور داستانوں اور مثنویوں کی تدوین سائنٹیفک اصولوں پر کی گئی۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے غالب کے خطوط چار حصوں میں مرتب کیے۔ انھوں نے متعدد خطی اور مطبوعہ نسخوں کو سامنے رکھتے ہوئے غالب کے خطوط کا ایک معیاری متن پیش کیا۔ ان کا ایک اور کارنامہ سرسید احمد خاں کی ''آثار الصنادید'' کو مرتب کرنا ہے۔ رشید حسن خاں نے محنت اور احتیاط کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھ کر ''فسانۂ عجائب''، ''باغ و بہار''، ''سحر البیان''، ''گلزارِ نسیم'' کی تدوین کی ہے۔ ''کربل کتھا'' کو خواجہ احمد فاروقی اور مالک رام و مختارالدین نے مرتب کر کے شائع کیا۔ معروف شعرا کے کلیات اور دواوین کو مرتب کیا گیا ہے۔ مثلاً ذوق، شاہ نصیر، یقین اور اثر وغیرہ جیسے اہم شعرا کا کلام مرتب کیا گیا ہے۔ اس دبستان کی مرتب کردہ متون میں تحقیقی مباحث زیادہ ہوتے ہیں اور تنقیدی تجزیے کم ہیں۔ دہلی کے مرتبین نسخوں کے تقابلی مطالعے کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ یہ مدونین تدوین کے تقاضوں سے واقف ہیں اور زبانی روایت پر یقین نہیں رکھتے۔

اس دبستان کے نمائندہ مدونین میں ڈاکٹر مسعود حسن رضوی ادیب، ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی ہیں۔ انھوں نے زیادہ تر لکھنؤ ہی کے مصنفین کی تصانیف کی تدوین کی ہے:

''زمانی اعتبار سے کلاسیکی اور وسطی دور کی کتب کی تدوین کی گئی ہے۔ ''نو طرزِ مرصع'' اور انشا کی نثری تصنیف ''مجالس رنگین'' اور ''رانی کیتکی کی کہانی'' کی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

تدوین کی گئی۔ آسی نے کلیاتِ میر کی تدوین کی ہے۔ نظیر اکبر آبادی کے کلام کو جمع کرنے کا سہرا بھی آسی ہی کے سر ہے۔"(۲۴)

شاہ عبدالسلام نے شوق کی مثنویوں اور غزلیات پر مشتمل "کلیاتِ شوق" کو ترتیب دیا ہے۔ افضل کی "بکٹ کہانی" کو نورالحسن ہاشمی اور مسعود حسین خاں نے کئی نسخوں کی مدد سے مدون کیا ہے۔ یہ دبستان اپنے موضوعات کے حوالے سے اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں میر، نظیر، انشا اور دیگر کے متون کو مدون کیا گیا ہے۔ "دبستانِ علی گڑھ" کے تحت درج ذیل متون کی تدوین کی گئی ہے۔ اس دبستان کے تحت کلاسیکی متون کی تدوین کی گئی ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن نے "کلیاتِ سودا" کو دو جلدوں میں مدون کیا ہے۔ انھوں نے نسخہ جونسن کی بنیاد پر اس کلام کو پیش کیا ہے۔ اس دبستان کے مدونین نے درد، مومن، سودا، فانی، ناجی اور ابراہیم عادل شاہ کے کلام کو بھی مدون کیا ہے۔

اس دبستان علی گڑھ کے مدونین نے متون کی تدوین کرتے ہوئے کئی نسخوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شاذ ہی کسی متن کی بنیاد وحید نسخے پر رکھی گئی ہے۔

مالک رام اور ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو نے "کربل کتھا" کو مرتب کر کے شائع کرایا۔

الٰہ آباد کے مدونین نے انشا، شورش اور جان صاحب کے دواوین ترتیب دیے ہیں:

"ڈاکٹر محمود الٰہی نے "تذکرۂ نکات الشعرا" ترتیب دیا۔ ان مدونین نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ تدوین کوئی جامد فن نہیں ہے بلکہ مزید نسخوں کے حصول کے بعد اس کا سلسلہ آگے بڑھنا چاہیے۔ عبدالرزاق قریشی نے سید عبدالولی عزلت کا دیوان ترتیب دیا ہے۔ انھوں نے تین نسخوں کی مدد سے "دیوانِ عزلت" کی تدوین کی ہے۔"(۲۵)

غالب کے کلام کو تاریخی ترتیب گپتا رضا نے دے کر بہت سی غلط فہمیوں کا خاتمہ کیا ہے۔ تدوین متن کی روایت کا باقاعدہ آغاز دکن سے ہوا۔ اس دور میں مدونین کے سامنے اردو کی تدوین کے نمونے موجود نہ تھے۔ مقدموں میں شعرا، مصنفین کے حالات درج کیے گئے ہیں اور نسخوں کے تعارف پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ اس کے باوجود یہ مدونین تدوین کی بنیاد رکھنے والوں میں سے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، رافع اللغات، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۰۵ء، ص:۲۱۶

۲۔ جین، گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، لاہور: سیونتھ سکائی پبلی کیشنز، جنوری ۲۰۱۴ء، ص:۳۶۷

۳۔ شائستہ حمید خاں، ڈاکٹر، مرتب: تدوینی زاویے، لاہور: گنج شکر پریس، ۲۰۱۲ء، ص:۹

۴۔ رشید حسن خاں، تدوین، تحقیق روایت، دہلی: ایس اے پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء، ص:۴۲

۵۔ فضل حق، مرتب: فنِ خطاطی و مخطوطہ شناسی، دہلی: شعبہ اُردو، دہلی یونیورسٹی، ۱۹۸۲ء، ص:۱۲۹

۶۔ رشید حسن خاں، تدوین، تحقیق، روایت، ص:۹۱

۷۔ امجد علی شاکر، تحقیق و تدوین (اصول و مبادی)، لاہور: عکس پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء، ص:۱۶۲

۸۔ امتیاز علی خاں عرشی، مرتب: دیوانِ غالب نسخہ عرشی، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع دوم، ۱۹۹۲ء، ص:۸۸

۹۔ کالی داس گپتا رضا، دیوانِ غالب کامل، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۲ء، ص:۲۲۔۲۳

۱۰۔ خلیق انجم، مرتب: غالب کے خطوط، جلد اول، کراچی: انجمن ترقی اردو، طبع سوم، ۲۰۰۸ء، ص:۱۵

۱۱۔ محمد انصاراللہ، پروفیسر، مرتب: جامع التذکرہ، جلد اول، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو، ۲۰۰۶ء، ص:۱۲

۱۲۔ رشید حسن خاں، ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۱۹۸۹ء، ص:۹۰

۱۳۔ حنیف نقوی، ڈاکٹر، فضلی اور ان کی کربل کتھا، مشمولہ: غالب نامہ، جنوری ۱۹۸۴ء، ص:۱۳۱

۱۴۔ امجد علی شاکر، تحقیق و تدوین (اصول و مبادی)، ص:۱۸۸

۱۵۔ ایضاً، ص:۲۰۲

۱۶۔ ایضاً، ص:۲۰۷

۱۷۔ ایضاً، ص:۲۳۰

۱۸۔ ایضاً، ص:۲۴۲

۱۹۔ جین، گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۹۰ء، ص:۲۳

۲۰۔ رشید حسن خاں، تدوین، تحقیق، روایت، ص:۹۱

۲۱۔ امجد علی شاکر، تحقیق و تدوین (اصول و مبادی)، ص:۲۵۴

۲۲۔ امتیاز علی خاں عرشی، مرتب: دیوانِ غالب نسخہ عرشی، ص:۲۶۱

۲۳۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، مقالاتِ تحقیق، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۸۸ء، ص:۱۰

۲۴۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، ادبی تحقیق کے اصول، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۲ء، ص:۷

۲۵۔ خلیق انجم، ڈاکٹر، مولانا عرشی۔ اردو کے پہلے متنی نقاد، مشمولہ: مولانا امتیاز علی خاں عرشی۔ ادبی و تحقیقی کارنامے، مرتبہ: پروفیسر نذیر احمد، نئی دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۱ء، ص:۱۴۲